مولانا شیر علی شاہ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ

(تیسری قسط)

چند دن مسجد اقصیٰ کی فضاؤں میں

یہ چند دن قبل تک کے مشاہدات

بیت المقدس میں پندرہ روزہ قیام کے بعد مضافات اور ضواحیٔ مقدس دیکھنے کا عزم کیا۔ بستر زاویہ ہندیہ میں ساتھیوں کے پاس چھوڑا اور گرم کمبل اپنے ساتھ لے لیا۔

عیزریہ موقف الباصات (بس سٹینڈ) سے عیزریہ تک بس میں ایک گرش لیتے ہیں جو یہاں سے دو کیلومیٹر کی مسافت پر جانب جنوب مشرق کو ایک حسین و جمیل قصبہ ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کی قبر اس بستی کے درمیان ایک جامع میں واقع ہے۔ جامع سطح زمین سے دس گز نیچے ہے مجاور سے ہم نے وضوء کرنے کے لیے پانی دریافت کیا۔ اس نے کہا وہ سامنے کنواں ہے۔ اس سے پانی حاصل کرلیں۔ دیکھا تو پانی ایک گز کی مسافت پر ہے۔ آدمی ہاتھ لمبا کرکے لوٹا بھر سکتا ہے۔ پہاڑی پر پانی کی یہ بہتات قابل تعجب نہ ہے۔ مسجد صخرہ کے جانب شمال میں بھی دو تین کنوئیں ہیں مگر وہاں پانی ڈھائی تین گز کی مسافت پر تھا ——— قبر پر یہ کلمات درج ہیں:

هٰذا ضَرِيحُ نَبِيِّ اللهِ عُزَيْرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ — یہ عزیر علیہ السلام کی قبر ہے۔

اس جامع کے محراب میں یہ آیت جاذب نظر خط سے نقش ہے:

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ	اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اس شخص کا واقعہ نہیں
عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ	سنا۔ جو اس شہر (بیت المقدس) پر گذرا جبکہ
بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ	یہ شہر مسمار ہو گیا تھا۔ بولا۔ اللہ تعالیٰ اس شہر کو کیسے

بَعَثَهٗ (الاٰیة) هٰذِهِ الْاٰیَةُ نَزَلَتْ	زندہ کریگا۔ یس اللہ تعالیٰ نے اسکو سو برس مردہ
فِیْ حَقِّ صَاحِبِ هٰذَا الْمَقَامِ ۔	رکھ کر دوبارہ زندہ کیا۔ یہ آیت صاحب روضہ
	(عزیر علیہ السلام) کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔۔۔۔

حضرت عزیر علیہ السلام کے روضہ کے گرد و پیش رومیوں اور عبرانیوں کے متعدد بڑے گرجے ہیں۔ خاصکر وہ گرجا قابل دید ہے جو روضہ کے جانب مشرق متصل ہے۔ اس گرجے کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ عزیر علیہ السلام کی رہائش گاہ تھی۔ اس گرجہ میں زیر زمین دو زیر زمین مکانات ہیں۔ جو قدامت اور مرور ایام کی وجہ سے بوسیدہ ہوگئے ہیں۔ اس قدیم تہ خانہ کی کھدائی کا کام شروع ہے۔ اس میں مزید تہ خانوں کے برآمد ہونے کا سراغ لگایا گیا ہے۔ اس تہ خانہ میں روغن زیتون نکالنے والا وہ آلہ ابھی تک موجود ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ عزیر علیہ السلام کے عہد مبارک کا ہے۔

عیزریہ سے ہم بکبریہ تک پا پیادہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں سگریٹ سازی کا ایک بڑا کارخانہ دیکھا۔ بکبریہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ یہاں سے شہر بیت المقدس صاف نظر آتا ہے۔ حضرت عمرؓ اسی راستہ سے تشریف لائے تھے۔ بکبریہ سے بیت اللحم تک بس میں سوار ہوئے۔ بیت المقدس سے بیت اللحم تقریباً دس کیلومیٹر ہے۔ اور کرایہ تین گرش ہے۔ اگر درمیان میں یہودیوں کا مقبوضہ علاقہ نہ ہوتا تو مختصر راستہ چار کیلومیٹر ہے۔ راستہ میں "سوباھر" قصبہ دیکھا۔ یہاں کی شاندار جامع مسجد قابل دید ہے۔

بیت اللحم | یہ بہت بڑا شہر ہے۔ یہاں عیسائیوں کی اکثریت ہے۔ یہ شہر پہاڑ پر واقع ہے یہاں کے دلکش خوبصورت مکانات صاف و شفاف سڑکوں اور راستوں۔ چاروں طرف حد نگاہ تک پھیلے ہوئے سرسبز و شاداب باغات نے اس شہر کی رونق کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ شہر کے باہر آپ جہاں بھی نظر ڈالیں گے آپ کی نگاہیں سبزہ زار انگوری پر پڑیں گی۔ نیچے تمام وادیاں انجیر، زیتون انگور، نارنج، سرو، شربانی، آلوچہ کے درختوں سے لبریز ہیں۔ اوپر پہاڑوں کو دیکھیں تو وہاں بھی باغات کا سلسلہ قائم ہے۔ بیت اللحم میں تین مقدس مقامات ہیں۔ کنیسة المہد۔ جامع عمر۔ قبر راحیل علیہا السلام۔

کنیسة المہد | یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ جسکے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ پھر لے آیا حضرت مریمؑ کو درد زہ ایک کھجور کے تنے کے پاس۔۔۔

مجھے ساتھی نے کہا کہ یہاں چشمہ اور کھجور کہاں ہیں۔ میں نے کہا یہ تو ضروری نہیں کہ اب تک وہ کھجور اور

چشمہ باقی ہیں ـــــ اگر قرآن مجید کے لفظ سَرِیًّا کا معنی سردار لیا جائے (جیساکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیًّا ـ اے مریم تیرا پروردگار تجھ کو ایک بڑا سردار (عیسیٰؑ) بخشنے والا ہے۔) تو چشمہ کے موجود نہ ہونے کا کوئی اشکال باقی نہیں رہتا ـــــ اور اگر سَرِیًّا کا معنی چشمہ لیں تو بقول مفسرین یہ چشمہ اور کھجور بطور کرامت موجود ہو گئے تھے تاکہ حضرت مریمؑ ان امور خارقہ للعادۃ کو دیکھ کر مطمئن ہو جائے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس خشک زمین پر چشمہ نکالا اور اس خشک درخت پر کھجوریں لگا دیں وہ مجھے بھی بطور خرقِ عادت بیٹا دینے پر قادر ہے۔

کنیسۃ المہد مسیحیوں کے تصرف میں ہے۔ انہوں نے یہاں عظیم الشان پرشکوہ چرچ تعمیر کیا ہے جسمیں سینکڑوں سونے کے چھوٹے جھاڑ فانوس اور کٹورے لٹکائے گئے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کی پیدائش گاہ کو مصنوعی تاریکیوں میں گھیر دیا ہے۔ عیسائیوں کے اکثر و بیشتر عبادت خانوں میں جعلی تاریکی پیدا کرنے کے لئے جا بجا دیواروں پر سیاہ غلاف لگا دئے گئے ہیں۔ اور بجلی کی روشنی سے ان مراکز کو محروم رکھا گیا ہے۔ یہاں بھی تمام دیواریں تصویروں سے بھری پڑی ہیں۔ جس جگہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہے۔ وہاں مسیحی نذرانے اور شکرانے رکھتے ہیں۔

جامع عمرؓ | اس کنیسۃ المہد کے سامنے جامع عمرؓ ہے۔ یہ مسجد دو منزلہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس جامع کی بنیاد رکھی ہے۔ انہوں نے یہاں ہی کنیسۃ المہد دیکھنے کے بعد نماز پڑھی تھی۔

قبر راحیل | یوسف علیہ السلام کی والدہ محترمہ بی بی راحیل علیہا السلام کی یہ قبر شہر کے جانب مغرب ہے۔ مقبرہ کے دروازہ کے پاس یہ قبر واقع ہے۔ یہاں سے پچاس قدم کے فاصلہ پر وہ چوک ہے۔ جہاں قریۂ خلیل کو جانیوالی بسیں ٹھہرتی ہیں۔ اس چوک کے کنارے ایک دوکان سے میں کھجور خریدنے گیا۔ دوکاندار میاں بیوی تھے۔ میں نے آدمی سے کہا کہ دو گرش کی کھجوریں دے دو۔ اس نے مجھے کھجوریں دیں۔ اسکی بوڑھی بیوی نے مجھے ایک موٹا سیب دیا۔ میں نے کہا اسکی کیا قیمت ہے۔ وہ کہنے لگی۔ بلاش۔ میں بلاش کے کلمہ کو نہ سمجھ سکا۔ میں نے پوچھا: مَا مَعْنَی بَلَاشْ۔ اس نے کہا: مُجَانًا۔ اَیْ بِلَا قِیْمَۃٍ۔ ھَدِیَّۃٌ مِنِّیْ۔ سوچنے کے بعد معلوم ہوا کہ بلاش بلاشیٔ سے مخفف ہے ـــ بوڑھی کے اصرار پر میں نے وہ سیب لے لیا۔ وہ بہت خوش ہوئی۔

قریۂ خلیل | بیت المقدس سے ۲۵ کیلومیٹر اور بیت اللحم سے ۳۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ بیت اللحم سے خلیل تک تمام پہاڑی علاقہ باغات سے معمور ہے۔ اور معلوم نہیں خلیل سے لے کر کہاں تک باغات کا یہ تمام سلسلہ قائم ہے۔ بارگنا ہونہ کی اگر ظاہری اور حسی برکت دیکھنا چاہیں

تو حرم ابراہیمی کے اس ماحول کو آکر دیکھئے۔ ہم نے شام کی سرسبزی وشادابی اور پھلوں کی بہتات کے متعلق ضرور سنا تھا اور پڑھا تھا۔ مگر آج اللہ تعالیٰ نے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا شرف بھی عطا فرمایا۔ واقعی ــــ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ــــ سننے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ ہمارے علاقہ کی زرخیز زمین میں بمشکل انگور کا درخت لگتا ہے۔ یہاں پتھروں کے ڈھیروں میں انگور کے یہ گنجان باغات بارکنا حولہ کی زندۂ جاوید حسی تفسیر نہیں تو اور کیا ہے۔ راستہ میں بہت سے چھوٹے قصبے دیکھنے میں آئے جن میں بطریق ۔ الصیشہ اور قریۂ خضرؑ بہت خوبصورت ہیں۔ قریۂ خضرؑ کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں خضر علیہ السلام کی قبر ہے۔ شوق ہے کہ واپسی پر اس جگہ کے دیکھنے کے لئے اتروں۔ اکثر صوفیائے محدثین کی رائے ہے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ روایات میں جو پیشنگوئی وارد ہے۔ کہ دجالی فتنہ کی سرکوبی کے لئے جو نوجوان مدینہ منورہ سے نکلے گا، اور مدینہ کے میدانوں میں دجال سے مقابلہ کرے گا۔ دجال اپنی خدائی ثابت کرنے کے لئے لوگوں سے کہے گا کہ میں اس نوجوان کو قتل کرکے دوبارہ زندہ کردوں تو میری خدائی کا اقرار کروگے۔ چنانچہ دجال اس نوجوان کو قتل کرکے دوبارہ زندہ کردے گا۔ یہ نوجوان ہنس کر بولے گا۔ اب مجھے تو قتل نہیں کرسکتا کیونکہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ دجال دوبارہ قتل کرنے سے قاصر ہوگا۔ دجال اس نوجوان کو دوبارہ قتل کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کریگا مگر ناکام ہوکر یہاں سے بھاگ جائیگا۔ (یہ دجال کے ساحرانہ کرشموں کا آخری کرشمہ ہوگا۔ اور یہ شکست اس کے فرار اور فنائیت کا باعث) حدیث میں جس نوجوان کا ذکر ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ خضر علیہ السلام ہوں گے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وبعض دیگر محدثین کی عبارت سے خضر علیہ السلام کی وفات معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خضر علیہ السلام کی پیدائش کی جگہ ہو اور اس وجہ سے قریۂ خضر علیہ السلام سے موسوم ہو۔

ہم عصر کے وقت قریۂ خلیل پہنچے۔ حرم ابراہیمی بس سٹینڈ کے قریب ہے۔ حرم ابراہیمی اس احاطہ کا نام ہے۔ جہاں ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اسباط و اولاد کی قبور ہیں۔ اس جگہ کو مدفن انبیاء اور غار انبیاء بھی کہتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور ان تینوں کی ازواج مطہرات اور یوسف علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کی قبریں تہ خانہ میں ہیں۔ اس تہ خانہ کے اوپر ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ ترکی دور حکومت میں سلطان عبدالحمید خان نے اس مسجد میں توسیع کرکے از سر نو عالیشان جامع مسجد کی شکل میں تعمیر کیا ہے۔ بانی کا نام اور تاریخ تعمیر مندرجہ ذیل اشعار میں ذکر ہے۔ جو جامع کے اندرونی دروازہ پر کندہ ہیں۔

۱۔ عَبْدُ الحمید لہ المآثر تحمد	والیہ مسعی الخیر دوما یسند
۲۔ وبامرہ ھذا البناء جُدّدت	فی المسجد السامی الخلیل لتسعد
۳۔ فاللہ یمنحہ الذی یرقی بہ	من طول عمر بالمبرۃ یرشد
۴۔ ان تسئلن عن ظلّ عصر ارّخن	قل ظلّہ عبد الحمید الامجد

۱۔ سلطان عبدالحمید خاں کے مناقب قابل ستائش ہیں۔ اور نیک مساعی کی نسبت ہمیشہ ان کی طرف ہوتی ہے۔

۲۔ اسکی فرمائش پر خلیل کی اس بلند پایہ مسجد کی عمارت کی تجدید کی گئی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ اسکو طویل زندگی بخشے جسمیں وہ کرم گستری کر سکے۔

۴۔ اگر آپ تاریخ تعمیر دریافت کرنا چاہتے ہیں تو ابجدی کلمات میں اسکی تاریخ ظلّہ عبد الحمید الامجد (۱۳۱۳ھ) ہے۔

اس تہ خانہ میں اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں ہزاروں پیغمبروں کی قبریں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اکثر پیغمبروں نے اپنے ورثہ کو وصیتیں کی تھیں کہ ہمیں غار انبیاء میں دفن کر دیا جائے جیسا کہ یوسف علیہ السلام مصر میں وفات پا گئے۔ مگر انہوں نے وصیت کی تھی کہ میری لاش کو اپنے اباء و اجداد کے مقبرہ کے پاس لے جانا ـــــ مصر اور خلیل کے درمیان اتنی زیادہ مسافت نہیں مگر بدقسمتی سے بنی اسرائیل کے مقبوضہ علاقہ نے خشکی کے اس راستہ کو معطل کر دیا ہے۔

اوپر مسجد میں صرف سات قبروں کے نشانات لکڑی سے بنائے گئے ہیں۔ ہر قبر کی اونچائی سات فٹ لمبائی تیرہ فٹ اور چوڑائی پانچ فٹ ہے ـــــ محراب سے دو گز کے فاصلہ پر حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور اس کے بالمقابل بائیں طرف ان کی بیوی سیدہ رفیقہ رضی کی قبر ہے۔ ان قبروں کی جانب شمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا روضہ ہے۔ حضرت خلیل الرحمان ابراہیمؑ کی یہ قبر تمام روئے زمین میں دوسری قبر ہے جس پر اکثر علماء کرام کا اتفاق ہے۔ رحمت کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ پر تو سب متفق ہیں۔ لیکن روضۂ ابراہیمی میں اکثر علماء کا اتفاق ہے۔ ان مقدس قبروں کے علاوہ دیگر انبیاء کرام کے مدفن مختلف فیہ ہیں۔ مثلاً آدم علیہ السلام کی قبر سراندیپ میں بھی بتائی جاتی ہے۔ اور عراق میں دریائے دجلہ کے کنارے بھی۔ اور اسی مدفن انبیاء میں بھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر سے بائیں طرف حضرت سارہؓ کی قبر ہے۔ یعقوب علیہ السلام اور ان کی بیوی لائقہ اور یوسف علیہ السلام کی قبور مسجد کے شمالی حصہ میں ہیں۔ اوپر سے تہ خانہ دیکھنے

کے لئے مسجد میں چھ سات چھوٹے سوراخ چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ میں نے دیکھا تو نیچے ایک مدھم چراغ جل رہا تھا۔ تاریکی کیوجہ سے کچھ نہ دیکھ سکا۔ یہ چراغ خادم جلاتے ہیں۔ ان سوراخوں پر آپ اپنا چہرہ رکھیں تو تہ خانہ سے آتی ہوئی ٹھنڈی خوشبودار ہوا محسوس کریں گے۔

اس مسجد اور روضۂ ابراہیمی کے بارے میں مجھے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مدظلہ کی کتاب فضائل حج کا ایک قصہ یاد آیا۔ جو انہوں نے علامہ قسطلانی کی کتاب مواھب لدنیہ سے نقل کیا ہے۔ شیخ ولی الدین عراقی کا بیان ہے کہ میرے والد شیخ زین الدین عراقی اور شیخ عبدالرحمان بن رجب حنبلیؒ دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے گئے۔ جب قریۂ خلیل کے قریب پہنچے تو ابن رجب حنبلیؒ نے کہا میں نے تو مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت کر لی۔ تاکہ حضورؐ کی روایت: لاتشدّ الرحال الا لثلثۃ مساجد سے مخالفت نہ ہو۔ میرے والد زین الدین عراقی نے ابن رجب کو جواب دیا۔ کہ آپ نے تو حدیث کی مخالفت کر لی۔ اس لئے کہ آپ نے ان تینوں مسجدوں کے سوا دوسری مسجد میں نماز پڑھ لی۔ حدیث میں تو صرف مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کا ذکر ہے۔ میں نے تو حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا۔ حضورؐ فرماتے ہیں: کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا۔ ترجمہ: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سو اب زیارت کیا کرو۔

درحقیقت انبیاء کرام اور صلحائے امت کی قبور کی زیارت مستحسن امر ہے۔ چونکہ ابتداء اسلام میں لوگ بت پرستی چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے اس لئے حضورؐ نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا کہ مبادا کہیں قبر پرستی کا شکار نہ ہو جائیں۔ جب مسلمانوں کے دلوں میں اسلام اور توحید کا عقیدہ راسخ ہوا تو پھر قبروں کی زیارت کی اجازت دے دی گئی۔ اور بعض روایات میں تو زیارتِ قبور کا فائدہ بھی بتلایا کہ اس سے موت اور آخرت یاد آجاتی ہے۔ یہ فائدہ اس لئے بیان فرمایا تاکہ لوگ اہلِ قبور سے اپنی حاجت روائی نہ چاہیں۔ جیسا کہ بعض لوگ قبروں پر جاکر غلاف بوسی۔ قبر پرستی و دیگر خلافِ شرع امور کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اہلِ قبور کو قاضی الحاجات اور مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے زیارۃ القبور ممنوع ہے۔ اور ان کی تباہی و گمراہی کا باعث ہے۔ لاتشدّ الرحال میں نہی شفقۃً ہے۔ یعنی قلیل ثواب حاصل کرنے کے لئے دور دراز مسجدوں میں نماز پڑھنے کی خاطر بیشمار مشکلاتِ سفر اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ جیسا کہ جمعۃ الوداع پڑھنے کے لئے دہلی کی جامع مسجد میں دور دراز سے مرد اور عورتیں حاضر ہوتی ہیں۔ بے پناہ ہجوم کیوجہ سے بے پردگی، ناجائز امور اور کئی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نیز لاتشد الرحال میں مستثنیٰ منہ امام احمد بن حنبلؒ کی روایت کے مطابق الیٰ مسجدٍ ما ہے۔

جو مسند احمد میں موجود ہے۔ اور جسکو صاحب فتح الباری اور علامہ عینی نے نقل کیا ہے۔ لا ینبغی للمصلی ان یشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوٰة غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی۔ یعنی نمازی کو مناسب نہیں کہ وہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی خاطر سفر کرے ماسوائے مسجد حرام مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے[1]

روضۂ ابراہیم کے دروازہ پر مقام ابراهیم من دخله کان آمنا سلام علی ابراهیم۔ اور اس کے نیچے یہ اشعار درج ہیں :-

عطفا خلیل الله ارجو انظرة ارقی بها العلیا فی الدارین

از راہ نوازش اے خدا کے دوست ایک نگاہ کا امیدوار ہوں جس کے ذریعہ میں دارین کی بلندیوں پر فائز ہو جاؤں۔

اصبحت محسوبا وعبدا خادما ومفاخرا فی خدمة الثقلین

میں آپ کا خدمتگار غلام ہوں۔ اور انس و جن کی خدمت کرنے پر فخر کرنے والا ہوں۔

هذا لیثی عبدك سیدی لا یبتغی الا رضاك ولحظة بالعینین

اے آقا "درویش" آپ کا غلام ہے جو آپ کی رضامندی اور آنکھوں کی ایک نظر کا امیدوار و طالب ہے۔

اسعفه فی سر و جهر غیرة انت الغیور علیه فی الحالین

از روئے غیرت آپ اس کے مطالبہ کو قبول فرما۔ آپ ظاہر و باطن کے دونوں حالات میں بہت بڑے غیور ہیں۔

۱۲۵۹ھ

وعلیك مع سکان غارك دائما ابهی صلوات الله فی الکونین

آپ پر بمع ساکنانِ غار ہمیشہ کے لئے خداوند قدوس کی ترو تازہ و عمدہ رحمتیں دنیا و آخرت میں نازل ہوتی رہیں۔

اہل خلیل کی پیاری باتیں | قریۂ خلیل کی آبادی تیس ہزار سے متجاوز ہے۔ خلیل کا قدیمی نام حبرون ہے۔ جو بعد میں ابراہیم خلیل اللہ کی نسبت سے قریہ خلیل سے مشہور ہو گیا ہے۔ یہاں کے لوگ انتہائی خوش خلق اور دیندار ہیں۔ یہاں کے عربوں میں وہی اخلاق پایا جاتا ہے، جو ان کے آباد و اجداد کے متعلق کتابوں نے بیان کیا ہے۔ حرمین شریفین کے بعد تمام بلاد عربیہ میں یہ واحد شہر ہے جس میں نہ مسیحی ہیں اور نہ مسیحیوں کے مدارس و کنائس۔ نہ یہاں سینما ہے۔ اور نہ فحاشی و عریانی کے ایمان سوز مناظر۔ جس جگہ بھی آپ جائیں وہاں کے باشندے آپ کو اھلاً و سھلاً سے خوش آمدید کہیں گے۔ ویسے تو اردن

---

[1] اگر مستثنیٰ منہ عام ہو اور لا تشد الرحال الی مکان ما مراد لیا جائے تو پھر تجارت۔ سیاحت۔ جہاد۔ طلب علم کے لئے بھی سفر ناجائز ہو جائے گا۔ (ماخوذ از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دوران درس ترمذی شریف مع اختصار)

کے تمام باشندے پاکستانیوں سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ پاکستانی فوج اور پاکستانی عوام کی جرأت شجاعت کی داد دیتے ہیں۔ مگر خلیل کے باشندے ملنساری اور حلیم المزاجی میں سب سے آگے ہیں۔
واقعی یہ اہل خلیل ہیں۔ عربوں کی فصاحت اور بلاغت زبان کا اندازہ یہاں آکر محسوس ہوتا ہے۔ آپ اگر کسی کو السلام علیکم کہیں۔ تو جواب وعلیکم السلام مع السلامۃ اھلاً وسھلاً یا مرحباً سنیں گے۔ معصوم بچے پیاری زبان سے مرحبا یا حاج باکستانی کہتے ہوئے بہت محبوب نظر آتے ہیں۔ اگر آپ نے کسی معصوم بچے کو شکراً کہا وہ فوراً اس کے جواب میں عفواً کہے گا۔ اور بڑوں سے بھی عفواً یا لا شکر علی الواجب سنیں گے۔ انت موفق۔ انت مغفور۔ انت مقبول یہ ان کے پیارے کلمات ہیں۔ زیادہ محبت کے اظہار کے لئے اھلین اور مرحبتین استعمال کرتے ہیں۔
بعض تو بامانۃ مرحبا بھی کہہ دیتے ہیں۔ گاہک دوکاندار کے پاس اگر روزانہ کئی دفعہ آئے تو السلام علیکم کہے گا۔ اور دوکاندار اھلاً وسھلاً سے جواب دیگا۔ اگر کوئی غصہ میں آجائے تو دوسرا اسکو صل علی النبی کہہ کر اس کے غصہ کو ٹھنڈا کر دیگا۔ آپ وضوء سے فارغ ہو جائیں تو آپ کو زمزم یا مزمزم کہیں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو زمزم کا پانی پلائے۔ اس کے جواب میں آپ جمعاً یا اجمعین کہیں گے۔ آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو آپ کو حرماً یا تقبل اللہ کی دعا کریں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو حرم مکہ میں نماز پڑھنے کی سعادت بخشے۔ اس کے جواب میں بھی آپ جمعاً یا منکم کہیں گے۔ صبح کے وقت صباح الخیر کہیں گے۔ اس کا جواب آپ صباح النور سے دیں گے۔ شام کے وقت مساء الخیر اور جواب مساء النور ہوگا۔ پانی پئیں تو آپ کا ساقی ھنیئاً کہے گا۔ آپ ھنأکم اللہ کہیں گے۔ آپ اگر کسی ہوٹل میں چلے جائیں۔ تو بیٹھے ہوئے لوگ آپ کو اللہ بالخیر کہیں گے۔ آپ بھی یہی جواب دیں گے۔ اللہ یکرمکم۔ اللہ یمسیکم بالخیر۔ شابك بالخیر۔ ان کی خصوصی دعائیں ہیں۔ یہ چند محاورے حسن اخلاق کی ترجمانی کے لئے کافی ہیں۔ انشاء اللہ کسی دوسری فرصت میں اس پر مفصل بحث کی جائے گی۔
قریۂ خلیل میں عصر کے وقت پہنچا عصر کی نماز پڑھ کر قرآن مجید کی اُن سورتوں کی تلاوت شروع کی جن میں ابراہیم علیہ السلام کی ایثار و قربانی کا تذکرہ ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد ایک نوجوان فقہ کی کوئی کتاب پڑھا رہا تھا۔ چودہ پندرہ تک نوجوان اور بوڑھے شریک درس تھے۔ ما قلیل وکثیر کی بحث میں مختلف مذاہب بیان کرتا رہا۔ عبارت پڑھتے پڑھتے ایک جگہ رک گیا۔ سوچ بچار کے بعد کہنے لگا۔ کہ عبارت کے مقصد کو میں نہیں سمجھتا۔ رات کو کافی مطالعہ بھی کیا ہے۔ مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ آپ میں سے اگر کسی کی سمجھ میں آیا ہو تو بیان کریں ہر ایک ایک دوسرے کی جنبش لب کا منتظر نظر آرہا تھا۔ چونکہ میرا لباس پاکستانی

تھا۔ اور چہرے پر ڈاڑھی بھی تھی۔ اس لیئے میں ان میں اجنبی محسوس ہو رہا تھا۔ ان کی نگاہیں یکایک میری طرف متوجہ ہوئیں۔ مگر میں خاموش رہا۔ اس نوجوان نے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ یہ جگہ مشکل ہے۔ اسکو چھوڑ کر آگے کتاب الصلوٰۃ کی بحث شروع کر لیں گے۔ ساتھیوں نے کہا بہت اچھا۔ اس جگہ پر نشان لگا بیجئے کسی سے اس کے بارے میں پوچھ لیں گے۔ اس نوجوان کے علمی ذوق و شوق اور جذبۂ تدریس و بے تکلفی کو دیکھ کر مجھے مجبوراً شریک بحث ہونا پڑا۔ میں نے ان کو اس عبارت کی وضاحت کی وہ بہت ہی خوش ہوئے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلائل سے کافی متاثر ہوئے۔ عشاء کی نماز تک ہم مصروف گفتگو رہے۔ اس نوجوان نے کہا۔ کہ میں یہاں ایک سکول میں مدرس ہوں، مذہبی کتب سے کافی شغف و محبت ہے۔ مگر یہاں نہ کوئی مذہبی مدرسہ ہے نہ کوئی مدرس ــــ عشاء کی نماز پڑھانے کے لئے انہوں نے مجھے کہا۔ میں نے معذرت کی کہ میں مسافر ہوں۔ یہ میری سعادت ہو گی کہ حرم ابراہیمی میں مقیم امام کے پیچھے چار رکعت پڑھ لوں ــــ یہاں کے جودت عبدالنبی نامی ایک نوجوان نے مجھے قرآن مجید کا ایک قیمتی نسخہ بطور تحفہ و یادداشت دیا۔ صبح کی نماز میں امام نے رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ کی آیتیں تلاوت کیں۔

حرم ابراہیمی میں صاحب لسان اور خوش الحان قاری کی زبان سے ان ہی آیات کا سننا سننے والوں کے دلوں میں لازمی طور پر عجیب کیفیت پیدا کرے گا۔

صبح ایک ہوٹل میں چائے پینے میں مصروف تھا۔ ہوٹل کا مالک ایک بوڑھا شخص تھا۔ دوسرے بوڑھے نے آکر ہوٹل کے مالک کو کہا ؎

یامن بدنیا مشتغل   قد غرہ طول الامل

اے دنیا کے کاموں میں مصروف، جسکو حرص نے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

مالک ہوٹل نے اس شعر کا جواب دیا کہ حلال کمائی بڑھاپے کی حالت میں حرص نہیں بلکہ قابل تحسین ہے۔ اس موضوع پر دونوں بوڑھے پوری فراخدلی سے بحث مباحثہ کرتے رہے اور میں ذوق سماع حاصل کرتا رہا۔

یہاں بہ نسبت دوسرے شہروں کے کافی ارزانی ہے۔ اور یہاں کی روٹی اور سالن قدرتی طور پر لذیذ اور پر لطف ہیں

قریۂ خلیل سے قریۂ بنی نعیم چھ کیلومیٹر ہے۔ یہاں لوط علیہ السلام کی قبر ہے۔ یہ ایک معمولی بستی ہے۔ یہاں سے "دوزہ" دس کیلومیٹر ہے۔ نوح علیہ السلام کا مزار یہاں بتایا جاتا ہے۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ

نوح علیہ السلام کی قبر عراق میں ہے۔ خلیل سے واپسی پر ہم "حلحول" کی بس میں بیٹھے ۔ حلحول تقریباً دس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس میں یونس علیہ السلام کی قبر ہے۔ جو متصل گھر والوں کی تحویل میں ہے۔ ہم نے اہل خانہ سے اجازت مانگی ۔ ایک عورت نے دروازہ کھول کر ہمیں اندر جانے کی اجازت دی اور وضو کے لئے کنوئیں سے پانی نکالا جو ڈیڑھ دو گز کے فاصلہ پر ہوگا۔ قبر پر یہ آیت لکھی گئی ہے

فنادی فی الظلمت ان لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین ۔

یہاں سے کچھ فاصلہ پر حضرت یعقوب علیہ السلام کے توام (جڑواں) بھائی (جو پیغمبر تھے) کی قبر ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی قبر بھی یہاں بتاتے ہیں۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر بھی۔

قریۂ حلحول کے سامنے قریۂ بیت عمر ہے جو سامنے دکھائی دیتا ہے ۔ اس میں حضرت یونسؑ کے والد محترم نبی متّیٰ علیہ السلام کا روضہ ہے ۔ حلحول میں ہم اتفاقاً ایک جنازہ میں شریک ہوئے ۔ قبرستان میں پہلے سے قبر تیار تھی ۔ چونکہ یہ پہاڑی علاقہ ہے ۔ اس لئے بروقت قبر کھودنا مشکل ہے ۔ تدفین کے بعد تمام لوگ قبرستان سے نکل کر دو صفوں میں کھڑے ہوگئے۔ ایک صف والے ترتیب وار آتے اور دوسری صف والوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے مصافحہ کرتے وقت زبان سے یہ کلمات کہتے جاتے تھے ۔ عظم اللہ اجرک واعطاک الصبر والسلوان ۔ خدا آپ کو اجر جزیل اور صبر و تسلی بخشے ۔ ایستادہ صف میت کے خویش و اقارب پر مشتمل تھی ۔ اور بالمقابل کی صف میں گاؤں اور آس پاس کے لوگ تھے ۔ بعد رخصت نیکر چلے گئے ۔ ہمارے علاقہ میں غلط رواج ہے ۔ میت کے ورثہ خواہ کتنے غریب ہوں ۔ مگر وہ سودی یا غیر سودی قرضہ سے کر جنازہ میں شریک ہونے والوں کے لئے کھانے کا انتظام کرتے ہیں ۔

حلحول سے ہم قدس کی بس میں بیٹھے ۔ واپسی پر قریۂ خضر میں اترنے کا ارادہ بارش کی وجہ سے ترک کرنا پڑا ۔ بس کے کلینر نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے ۔ پاکستان میں عورت کا مہر بہت کم ہے ۔ میں نے کہا پاکستان کے مختلف علاقوں میں مختلف مقدار میں مہر دیا جاتا ہے ۔ تاہم عام طور پانچسو روپیہ سے ایک ہزار تک مہر ہے ۔ اس نے کہا یہاں ایک سو دینار (دو ہزار روپیہ) مہر معجل (نقد) ہے ۔ اور ڈیڑھ سو دو سو دینار (تین چار ہزار روپیہ) مہر غیر مؤجل ہے ۔ (یعنی خاوند کے ذمہ ہے جب بھی خاوند کی استطاعت ہو وہ عورت کو ادا کریگا ۔) اس نے کہا کہ مہر کی گرانی نے بہت سے نوجوانوں کو شادی کے انتظار میں بوڑھا کر دیا ہے ۔ اور کئی نوجوان لڑکیاں تجرد کی زندگی بسر کرتے کرتے سر کے بال سفید کر چکی ہیں ۔ میں نے کلینر کو بتایا کہ یہی حالت وہاں بھی ہے ۔

(باقی آئندہ)